اتوار یا جمعہ

عبد القدوس ہاشمی

ستائیسویں شب، ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ کو پاکستان کے قیام اور ہماری آزادی کا اعلان ہوا۔ مسلمانوں کے نزدیک رمضان المبارک برکتوں اور رحمتوں سے بھرا ہوا مہینہ ہے۔ اور اس کی ستائیسویں رات کو عام طور پر ماہ مبارک رمضان کی سب سے زیادہ بابرکت رات سمجھا جاتا ہے۔ شاید اسی لئے مسلمانوں نے اپنے ملک پاکستان کی تاسیس کے لئے یہ رات اور یہ مہینہ پسند کیا تھا۔ پاکستان کا قیام مسلمانان ہند کی طویل جدوجہد کا خوشگوار نتیجہ اور ان کی دیرینہ تمناؤں کا میٹھا پھل تھا۔ اس کی تاسیس کے لئے مسلمان اپنے عقیدہ کے مطابق مبارک مہینہ کی مبارک رات ھی کا انتخاب کرسکتے تھے، اور انھوں نے یہی کیا۔

یہ محض اتفاق تھا کہ گریگوری کلینڈر سے اس دن اگست ۱۹۴۷ء کی چودھویں تاریخ تھی۔ جب دوسرے سال یوم آزادی منایا گیا تو ۲۷ رمضان کو نہیں بلکہ ۱۴ اگست کو منایا گیا۔ اس میں کیا مصلحت تھی، کوئی بڑی اونچی بات رہی ہوگی۔ اتنی اونچی کہ آج تک اس کی مصلحت کسی کی سمجھ میں نہ آسکی۔ یہ مسلمان جو اپنے سارے تہوار چاند کے مہینوں سے مناتے ھیں۔ شہادت حسین رض کا دن قمری مہینہ سے مناتے ھیں، یوم بدر، یوم فتح مکہ اور میلاد و وفات رسول قمری مہینوں اور تاریخوں سے منا یا کرتے ھیں۔ خدا جانے اپنی آزادی کا دن عیسوی تاریخ ۱۴ اگست کو کیوں منانے لگے۔ شاید دنیا میں کوئی ایسی قوم موجود نہیں جس کے نزدیک اگست کی ۱۴ تاریخ کو کوئی تقدس و امتیاز حاصل ہو۔ لیکن ہم ھیں کہ ۱۴ اگست ھی کو یوم آزادی مناتے ھیں۔

هفته وار تعطیل

یہی حال هفته وار تعطیل کے دن کا ہوا ۔ هفته وار تعطیل کا دن ابتداً هی سے مسلمانوں کے نزدیک جمعه کا دن رہا ہے ۔ اور آج بھی باستثنائے ایک یا دو، مسلمانوں کے تمام ممالک میں جمعه کو هی تعطیل ہوتی ہے ۔ لیکن پاکستان میں انگریزوں کے عہد کی یادگار اتوار کی تعطیل کا طریقه اب بھی رائج ہے ۔ ۱۹۴۷ء بلکه ۱۹۵۶ء تک جب که تمام ریاستوں کے انضمام کا کام تکمیل کو پہنچا ہندوستان و پاکستان کے ان تمام علاقوں میں جن کا نظم و نسق مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھا هفته وار تعطیل کا دن جمعه هی کا دن تھا ۔ مثلاً حیدرآباد دکن، بھوپال، رام‌پور وغیرہ ہندوستانی ریاستوں میں اور بہاولپور، خیر پور، قلات وغیرہ پاکستانی ریاستوں میں هفته وار تعطیل جمعه هی کے دن ہوتی تھی ۔ اور زمانۂ نایادگار سے یہی طریقه رائج تھا، مگر جب حکومت پاکستان نے ان ریاستوں کو قومی ترقی اور یکسانی نظم و نسق کے لئے ختم کرکے براہ‌راست اپنے ہاتھ میں لے لیا تو جمعه کی تعطیل کا طریقه بھی ختم کردیا گیا ۔ هفته وار تعطیل اتوار کے دن ہونے لگی ۔ اور اب اتنے دنوں میں جمعه کی تعطیل کا معامله کم از کم ہمارے لئے تو بھولی بسری بات ہوجاتی، اگر پچھلے دنوں ہماری قومی اسمبلی میں جمعه اور اتوار زیر بحث نه آجاتے ۔

اب جب که یه سوال زیر بحث آهی گیا ہے تو میں یه چاہتا ہوں که اتوار اور جمعه سے متعلق کچھ مختصر سا تاریخی پس منظر پیش کردوں ۔ شاید اس بحث کے سمجھنے کے لئے ہمیں اس طرح کچھ روشنی میسر آجائے ۔ میں کوشش کروں گا که تحریر میں غیر ضروری تفصیلات نه آنے پائیں ۔ جو لوگ زیادہ تفصیل کے طلبگار ہوں انھیں محوله زیریں کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے ۔

ماہ و روز

ابتداءً مہینوں کا حساب نئے چاند ھی سے ھوتا تھا ۔ سورج کی گردش سے مہینہ اور سال کا حساب بہت دنوں کے بعد شروع ھوا ھے ۔ اھل تاریخ کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ھے ۔ اس کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ھے کہ دنیا کی اکثر زبانوں میں مہینہ کے لئے جو لفظ ھے وہ اس زبان میں چاند کے لفظ سے مشتق ھے ۔ مثلاً ماہ، شہر، منتھ (مون)، ماس، آئے۔ فارسی، عربی انگریزی، سنسکرت اور ترکی کے الفاظ ھیں جن کے معنی ھیں مہینہ اور یہ سارے ھی الفاظ چاند کے لئے ان زبانوں میں جو الفاظ ھیں ان ھی سے بنائے گئے ھیں ۔

مقدس اتوار

ھفتہ کے سات دن اور ان کے نام اھل بابل کا کارنامہ ھے ۔ یہ مظاھر پرست تھے، آفتاب ان کا سب سے بڑا دیوتا تھا ۔ صرف اھل بابل ھی نہیں بلکہ دنیا کی تقریباً ھر دیو مالا میں مظاھر پرستی کا یہ نشان موجود ھے۔ زمین مقدس اور عمومی ماں، اور آفتاب ساری کائنات کا بزرگ اور قادر و توانا باپ ۔ بابل کے فرماں‌روا نمرود زمین پر آفتاب کا نائب اور مدعی الوھیت ۔ اور مصر کے بادشاہ فرعون دنیا میں نیر اعظم آفتاب کے فرزند ھونے کی بنا پر خدائی کے دعویدار دکھائی دیتے ھیں ۔

غرض یہ کہ زمانہ حضرت ابراھیم علیہ السلام سے بہت پہلے ھی بابل والوں نے چاند کی ۲۸ منزلوں کو دنیا کے چار عنصر آب و آتش، خاک و باد پر تقسیم کرکے سات سات دنوں کے چار ھفتے مقرر کر لئے تھے ۔

اس کے بعد انھوں نے ان سات دنوں کے نام رکھے، سب سے پہلا دن اپنے سب سے بڑے معبود کے نام پر رکھا ۔ دوسرا مادر گیتی کے فرزند اول چندرماں دیوتا کے نام پر، اور اسی طرح اپنے آسمانی دیوتاؤں : مریخ، زھرہ،

مشتری اور عطارد کے نام پر باقی دنوں کے نام رکھ لئے ۔ اب آخری دن جو ساتواں دن تھا، اس کا نام سب سے دور افتادہ سیارہ اور اپنے جلالی دیوتا زحل کے نام پر رکھ کر اسے منحوس اور نہایت برا دن قرار دے دیا ۔ ذرا ان کے اس کارنامہ کا دیرپا اثر تو دیکھئے، آج تک لوگ ان دنوں کو ان ھی ناموں سے موسوم کرتے چلے آرھے ھیں ۔ ان کے ناموں کو دیکھئے، سن ڈے (ادیتوار) سورجمان دیوتا کا دن، من ڈے یا مون ڈے (سوموار) چندرمان دیوتا کا دن، اور اسی طرح منحوس دن سٹرڈے (اسٹرن ڈے) سنیچروار یعنی ستارۂ زحل کا دن، اور حد تو یہ ھے کہ آج بھی بت پرست قوموں میں سنیچر کا دن منحوس دن ھے ۔ اردو میں سنیچر لگنا، اور سنیچر ھونا، نحوست واقع ھونے کے لئے ھندؤں کے عقیدہ ھی کی وجہ سے مستعمل ھے ۔ محسن کاکوروی کے مشہور قصیدہ لامیہ کا شعر ھے ۔

ڈوبنے جاتے ھیں گنگا میں بنارس والے نوجوانوں کا سنیچر ھے یہ بوڑھوا منگل

اس طرح حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ولادت سے صدیوں پہلے منازل قمر کے چار ھفتہ کے سات دنوں کے نام مقرر ھو چکے تھے اور یہ رواج بھی قایم ھوچکا تھا کہ اتوار کو آفتاب کا دن قرار دے کر مقدس دن سمجھا جائے ۔ اور اس دن کو پوجا پاٹ کے لئے مخصوص کیا جا چکا تھا ۔(۷)

ھندوستان میں

آریا ھندوستان میں تقریباً ۱۲ ، ۱۵ سو سال قبل مسیح آئے، اور جب آئے تو اپنے ساتھ سومیریوں اور بابل والوں کے بہت سے معتقدات اور رسوم بھی لیتے آئے ۔ آریوں سے پہلے جو اقوام ھندوستان میں بستی تھیں ان کے متعلق ھماری معلومات اتنی کم ھیں کہ ھم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اتوار کے دن کو وہ کیا اھمیت دیتے تھے، ھمیں نہیں معلوم ۔ البتہ یہ معلوم ھے کہ آریا جب ھندوستان میں آئے تو دنوں کے نام اور اتوار کے تقدس کا اعتقاد دونوں اپنے

ساتھ لائے۔ بلکه زحل کے منحوس ہونے کا وهم بھی ان کے ساتھ ھی آیا۔ هندؤں کی دیومالا اور سوریا نارائن کے نام کی شاعری اس حقیقت کی شاهد ھے۔ اس کے بعد وسط ایشیاء سے سیتھین اٹھے اور هندوستان میں فاتحانه داخله کے بعد فخریه لقب راجپوت کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان میں سے ایک خاندان نے اپنا سورث اعلی آفتاب عالمتاب کو قرار دیا اور سورج بنسی کے لقب سے ملقب هوا۔ دوسرے خاندان نے جب حکومت هاتھ میں لی تو اس نے اپنا نسب نامه چاند سے جا ملایا اور چندر بنسی کہلایا۔ حالانکه نسلاً یه لوگ ترک تھے۔ سورج کی پرستش کا ان میں عام رواج تھا اور اسی نسبت سے اتوار کو جو سورج کے نام سے موسوم ھے ان میں پوجا پاٹ کے لئے مقدس دن سمجھا جاتا تھا۔ اتوار کو سورج کے ایک هزار نام کی جپ هوا کرتی تھی۔

ایران میں

ایران میں آتش پرستی بھی آفتاب پرستی ھی سے پیدا ہوئی۔ آگ کو حرارت اور روشنی میں نیر اعظم کا ظہور سمجھ کر اس کی پوجا ہونے لگی اور اسی نسبت کی وجه سے اتوار کے دن کو تقدس کا مقام هاصل هوگیا۔ اس دن کو روز مہر کہنے لگے، اور اس کے مقرره موکل کو آذر کا نام دیا گیا۔

بنی اسرائیل

بنی اسرائیل مصر میں آفتاب کی پرستش اگر نہیں بھی کرتے ہوں گے پھر بھی فرعون (یعنی فرزند آفتاب) کی خدائی میں رهتے تھے اور اتوار کے تقدس اور اس کے اهمیت کے عادی تھے۔ جب الله تعالی نے انہیں حضرت موسی علیه السلام کے هاتوں فرعون کے مظالم سے نجات بخشی اور یه لوگ جزیره نمائے سینائی میں آ بسے تو انہیں حکم توحید خالص ھی کا دیا گیا تھا اور حکم یه دیا گیا تھا که سورج اور چاند کو اپنا پروردگار نه مانیں بلکه الله وحده لا شریک کو اپنا خالق و رازق سمجھیں لیکن یه قوم سخت متلون مزاج تھی۔ بائبل میں

عہد عتیق کی مقدس کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ یہ باوجود ممانعت کے بار بار شرک و بت پرستی میں مبتلا ہوتے اور اس کی سزا پاتے رہے ۔ ابھی فرعون کے مظالم سے نجات پائے ہوئے بہت دن نہیں ہوئے تھے کہ بنی اسرائیل نے خود حضرت موسی علیہ السلام سے مطالبہ شروع کردیا کہ دوسری قوموں کی طرح ہمارے لئے بھی بت بنا دیجئے کہ ہم ان کی پوجا کیا کریں(۳)۔ اس وقت تو حضرت موسی علیہ السلام نے ان کو جھڑک دیا اور خدا کے غضب سے ڈرایا لیکن جب حضرت موسی علیہ السلام اللہ جل‌جلالہ کی طلب پر چالیس دن کے لئے کوہ طور پر تشریف لے گئے تو بنی اسرائیل نے اپنے لئے ایک بچھڑے کی شکل کا بت بنا ہی لیا اور اس کی پوجا کرنے لگے(۱) ۔

السبت

بنی اسرائیل کو توحید خالص کا حکم دیا گیا تھا، اس لئے اتوار کے دن کی تعطیل اور اس کا تقدس ان کے لئے کسی طرح مناسب نہ تھا ۔ یہ آفتاب پرستوں کا طریقہ تھا ۔ انہیں جمعہ کے دن کو مقدس اور عبادت کا دن قرار دینے کی تعلیم دی گئی مگر وہ اختلاف کرنے لگے اور بت پرستوں کے طریقہ پر قایم رہ کر اتوار کے دن کی تعطیل و تقدیس پر مصر رہے تو خداوند تعالی نے ان کو سزا یہ دی کہ ہفتہ کا وہ آخری دن جو بت پرستوں میں منحوس دن سمجھا جاتا تھا، ان کے لئے عبادت کا اور تعطیل کا دن قرار دیا گیا ۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر اس طرح ہے ۔

انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ ۔(۱) سنیچر کا دن تو صرف ان ہی لوگوں پر مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا ۔

اور حدیث میں ہے کہ :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود کو بھی جمعہ ہی

کے دن کا حکم دیا گیا تھا مگر یہود نے اس سے اختلاف کیا ۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو اس کی طرف ھدایت فرمائی(۱۱) ۔

سبت کے لفظی معنی قدیم عبری، سریانی، سنسکرت اور قدیم دری زبانوں میں سات کے ہوتے ھیں ۔ چونکہ یہ ھفتہ کا ساتواں دن تھا اس لئے اس کا نام یوم السبت ھوگیا ۔ اور چونکہ یہود اس دن کوئی کام نہیں کرتے تھے بلکہ محض بیکاری اور آرام کا دن سمجھتے تھے اس لئے زمانہ ما بعد میں اس لفظ کے معنی آرام و سکون کے قرار پائے ۔ اور عربی میں اب تک اس کے یہی معنی ھیں ۔

یہود اگرچہ بار بار سبت کے حکم کو توڑتے بھی رھے لیکن عام طور پر وہ اکثر زمانہ میں اس کے پابند رھے اور اس بے اعتدالی کے ساتھ پابند رھے کہ اکثر زمانوں میں انہوں نے سنیچر کے دن یعنی جمعہ کا دن گزرنے کے بعد غروب آفتاب سے لے کر سنیچر کے غروب آفتاب تک نماز کی بھی چھٹی کردی اور تعطیل کو محض تعطل قرار دیا ۔ لیکن یہودیوں کے سبت کا اثر نسل یہود سے باھر کسی پر نہیں پڑا ۔ بظاھر اس کے دو وجوہ تھے، ایک تو ان کا نسلی غرور، اور دوسری وجہ ان کی سیاسی واماندگی تھی ۔ یہودیوں کی سلطنت کا رقبہ تاریخ کے کسی دور میں بہت وسیع نہیں ھوسکا ۔ انتہائے عروج میں بھی بنی اسرائیل کی حکومت چند ھزار مربع میل رقبہ سے نہ بڑھ سکی ۔ ظاھر ھے کہ اتنی چھوٹی حکومت چاھے بڑی ھی متمدن ھو سطح ارضی کے بہت بڑے حصہ کو متاثر نہیں کرسکتی ۔ یہی وجہ ھے کہ ھمیں یہودیوں کے سوا دنیا کی اور کسی قوم میں سبت کا تصور نہیں ملتا ۔

دین مسیحی

حضرت عیسی مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ھوئے اور صرف ان ھی کی طرف مبعوث کئے گئے تھے، مسیح علیہ السلام نے خود فرمایا ھے :

''میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ھوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا،،(۵)

اس لئے ان پر جدید احکام نازل نہیں ہوئے اور نہ انھوں نے توریت کے کسی حکم کو منسوخ فرمایا ۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں،،(۶)

ظاہر ہے کہ حضرت عیسی پر ایمان لانے والے سب کے سب یوم السبت کے پابند تھے اور ہمیشہ پابند رہے ۔ آفتاب پرستوں کے مقدس دن یعنی اتوار کی تقدیس کا خیال بھی ان بزرگوں کے حاشیۂ خیال میں نہیں آسکتا تھا ۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد بلکہ بہت بعد بعض مقدس علمائے مسیحیت کو یہود کی طرف سے شدید مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا ۔ اور یہود سے مایوس ہوکر اپنے دائرۂ تبلیغ کو بنی اسرائیل سے باہر دوسری بت پرست اقوام تک پھیلانا پڑا ۔ تو یہودیوں نے اب اور زیادہ شدت کے ساتھ ان کی مخالفت کی ۔ انھوں نے بت پرستوں کی دلداری کے لئے ان کے عقاید و اعمال میں سے بہت سی باتیں اختیار کرکے اپنے لئے حمایتی پیدا کئے ۔ اس طرح دین مسیح میں تثلیث، کرسمس، ختنہ کی مخالفت، خنزیر کی حلت اور اتوار کے دن کی تقدیس وغیرہ بہت سی باتیں آگئیں ۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود عیسائیوں نے سبت کو چھوڑ کر اتوار کی فضیلت قبول نہیں کی ۔ اس کے لئے کلیسا کے فتاوی اور بادشاہوں کے جبری حکمناموں کا سہارا لیا گیا لیکن سارے عیسائیوں نے اسے کبھی قبول نہیں کیا ۔ آج بھی عیسائی فرقوں میں سے بعض فرقے سنیچر کے دن کو سبت مناتے ہیں اور اتوار کی اہمیت سے انکار کرتے ہیں ۔

سنیچر کی بجائے اتوار کے دن کو تقدیس عطا کرنے کے لئے جو متعدد کوششیں تاریخ کے مختلف ادوار میں ہوتی رہی ہیں، ان میں سے یہ چار بطور نمونہ پیش ہیں :

(۱) ۳۰۵ء میں ایلبیری کونسل نے ایک تجویز اس مضمون کی منظور

کی، مگر مسیحیوں کی ایک بڑی جماعت نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(۲) ۳۲۱ء میں قسطنطین اعظم نے ایک فرمان شاہی نافذ کیا، پھر بھی سچے مسیحیوں نے اسے قبول نہیں کیا۔

(۳) ۳۶۳ء میں لیدیا کی کونسل نے ایک تجویز کے ذریعہ سنیچر کے دن کام کاج کی اجازت دی، پھر بھی مسیحیوں نے نہیں مانا۔

(۴) ۷۸۹ء (مطابق ۱۷۳ ھجری) میں چارلس میگنز ڈگری کے ذریعہ اتوار کے دن کو ھفتہ وار تعطیل کا مقدس دن قرار دیا گیا اور جبر و قہر کے ساتھ اس حکم کو نافذ کردیا گیا۔ لیکن اس پر بھی بہت سے مسیحیوں نے اس حکم کو تسلیم نہیں کیا اور وہ آج تک ساتویں دن یعنی سنیچر کے دن ھی کو مقدس سبت قرار دیتے ھیں (۷)۔

جمعۃ المبارک

عرب کے صوبۂ حجاز میں جو لوگ بستے تھے وہ حضرت اسمعیل بن ابراھیم علیہما السلام کی اولاد تھے، اور انھیں اپنے اس نسب نامہ پر ناز تھا۔ وہ ابتداءً سے چوتھی صدی تک بعض اخلاقی خرابیوں کے باوجود عقیدۃً موحد تھے اور اپنے آپ کو دین ابراھیمی حنیفی کا پیرو بتاتے تھے۔ چوتھی صدی عیسوی میں ایک عرب تاجر ابن لحی بسلسلۂ تجارت فلسطین آیا تو حضرت ابراھیم علیہ السلام کی فرضی قبر پر سے تبرکاً ایک پتھر اٹھا لے گیا اور اسے کعبہ میں رکھ دیا۔ پہلے اس کی تعظیم ھوئی، پھر پرستش اور دوسو سال کے اندر تین سو ساٹھ بت کعبہ میں جمع ھوگئے، سارا حجاز بت پرستی میں مبتلا ھو گیا۔

چونکہ حجازیوں میں بت پرستی قدیم زمانہ سے نہ تھی اس لئے دیومالا اورعلم الاصنام کے قسم کی کوئی چیز ان میں پیدا ھی نہ ھوسکی۔ ان کے ھاں

هفته کے سات دنوں کے نام بھی، سورج، چاند، عطارد وغیرہ کے نام پر نہ تھے، بلکہ یہودیوں سے ملنے ملانے اور کاروباری تعلقات کی وجہ سے انھوں نے یوم السبت کا نام تو سیکھ لیا تھا، باقی دنوں کو یوم الاحد، (یعنی سبت کے بعد کا پہلا دن) یوم الاثنین (دوسرادن) یوم الثلاث (تیسرا دن) یوم الاربعاء (چوتھا دن) یوم الخمیس (پانچواں دن) یوم الست (چھٹا دن) کہا کرتے تھے اور ہفتہ کی ابتداء یوم السبت سے کرتے تھے۔ دیوان علیؓ میں ایک نظم ہے جس میں ہفتہ کے سات دن اس طرح گنے گئے ہیں، اول یوم السبت اور آخر یوم الجمعہ۔ اس نظم کا پہلا شعر ہے۔

لنعم الیوم یوم السبت حقا لصید ان اردت بلا امتراء

یوم الست کو زمانہ ما بعد میں یوم العروبۃ کہنے لگے، رفتہ رفتہ یوم الست کا مستقل نام ہی یوم العروبۃ ہو گیا۔ یہی یوم العروبۃ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ربیع الاول ۱ھ مطابق ۶۲۲ء) کے بعد سے یوم الجمعہ کہلانے لگا۔ کوئی ایسی قابل وثوق تاریخی شہادت نہیں ملتی جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی دن کا نام یوم الجمعہ تھا۔ اس کے برخلاف بہ کثرت راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اس دن کو یوم العروبۃ کہتے تھے۔

ہجرت رسول اللہ سے پہلے مدینہ منورہ سے مکۃ آکر انصار رضوان اللہ علیہم نے دو سال میں رسول اللہؐ کے دست مبارک پر بیعت ایمان و استقامت کی ہیں۔ ان دونوں بیعتوں کو تاریخ اسلام میں بیعت عقبۂ اولیٰ اور بیعت عقبۂ ثانیہ کہتے ہیں۔ بیعت عقبۂ ثانیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ کو اہل مدینہ میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے گھر گھر جاکر تبلیغ کی، اور جب کچھ لوگ مسلمان ہوگئے تو حسب ہدایت نبوی یہ لوگ یوم العروبہ میں بعد زوال آفتاب جمع ہوکر نماز ادا کرنے لگے۔ پہلے ایک خطبہ ہوتا، اس کے بعد دو رکعت نماز با جماعت۔ سب سے پہلے جس

نے یہ خطبہ دیا اور نماز پڑھائی وہ حضرت اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے ۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے پہلی نماز جمعہ محلہ بنی سالم میں ۱۹ ربیع الاول سن ایک ھجری میں پڑھائی ۔ اس کے بعد سے یوم العروبہ کا نام یوم الجمعہ مشہور ھوگیا ۔

اس کے کئی سال کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ مسجد نبوی مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے اور عین اسی وقت باھر سے ایک تجارتی قافلہ آکر مسجد کے سامنے والے میدان میں ٹھیرا، کچھ لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کے لئے مسجد سے باھر چلے آئے ۔ اس کے بعد قرآن مجید کی سورۃ ٦٢ (سورۃ الجمعہ) نازل ھوئی جس میں اس واقعہ کا ذکر ھے، اور حکم دیا گیا ھے کہ :

یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع ؕ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (۲)	اے وہ لوگ جو ایمان لاچکے ھو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کی یاد کی طرف تیزی سے چل پڑو اور لین دین چھوڑ دو یہی تمہارے لئے بہتر ھے اگر تم کو علم ھو ۔

احادیث نبویہ میں جمعہ کے دن کی بہت سی فضیلتیں بیان ھوئی ھیں، اور نماز جمعہ میں حاضری کو واجب قرار دے کر اس دن کی بڑی اھمیت جتائی گئی ھے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الا اربعۃ عبد مملوک او امرأۃ او صبی او مریض ۔	جماعت کے ساتھ جمعہ چار کے سوا ھر مسلمان پر ایک حق واجب ھے، وہ چار یہ ھیں غلام، عورت، بچہ اور بیمار ۔
تجب الجمعۃ علی کل مسلم الا امرأۃ او صبی او مملوک ۔	عورت، بچہ اور غلام کے سوا ھر مسلمان پر جمعہ واجب ھے ۔

من ترك الجمعة ثلاث مرات تهاونا بها طبع الله علی قلبه ۔

جس نے تین بار جمعه کو معمولی بات سمجھ کر چھوڑ دیا، الله تعالی اس کے قلب پر مہر کر دیتا ہے ۔

نحن الاولون و الاخرون و السابقون یوم القیامة بید انهم اوتوا الکتاب من قبلنا اوتیناه من بعدهم ۔ فهذا یومهم الذی فرض علیهم فاختلفوا فیه فهدانا الله له فهم لنا فیه تبع ، فالیهود غداً و النصاری بعد غد ۔(۱۱)

ہم ہیں اول، ہم ہیں آخر اور ہم ہیں قیامت کے دن سب سے آگے، ہاں ! یه ضرور ہے که انہیں (یہود و نصاریٰ کو) کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی، یہی (جمعه کا) دن ہے جو یہودیوں پر فرض کیا گیا تھا ۔ اس کی انہوں نے مخالفت کی ۔ تو الله تعالی نے ہمیں اس دن کی طرف ہدایت فرمائی، تو اب وہ لوگ ہمارے بعد ہوگئے ۔ یہود کا دن کل ہوگا اور نصاریٰ کا پرسوں ۔

حضرت الشیخ الصدوق نے بھی اپنی کتاب ''من لایحضره الفقیه،، میں فضائل جمعه سے متعلق حضرت امام جعفر الصادقؒ سے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت میں حضرت نے سنیچر یا اتوار کو اختیار کرنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے اور دوسری روایت میں قرآن مجید کی آیة اذا قضیت الصلوة فانتشروا، الآیه کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے که نماز ختم ہوجانے پر تلاش روزی کے لئے پھیل جانے کے حکم سے سنیچر کے دن تلاش رزق کے لئے پھیل جانا مراد ہے ۔(۱۲)

سنن بیہقی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے که صحابه کرام نماز جمعه اور خطبه میں حاضری کے لئے مقام ذوالحلیفه سے مسجد نبوی مدینه منوره میں آیا کرتے تھے۔ مقام ذوالحلیفه مدینه منوره سے تقریباً نو میل کے فاصله پر واقع

ہے ۔ تیز مشینی سواریاں تو اس زمانہ میں تھیں نہیں، یقیناً یہ لوگ غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر بہت پہلے ھی ذوالحلیفہ سے چلتے ھوں گے اور نماز سے فارغ ھوکر کافی دیر کے بعد ھی واپس گھر پہنچتے ھوں گے ۔(۱۱)

خدا اور رسول کے حکم کے بموجب امت اسلامیہ کے ھر فرقہ و جماعت کا اس پر اتفاق ھے کہ اذان جمعہ کے بعد کاروبار حرام ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالی کی صریح حکم کی خلاف ورزی ہے ۔ اگرچہ یہ کوئی نہیں کہتا کہ جمعہ کا سارا دن بے کاری میں گزارنا فرض ہے، ایسا کہنا جایز نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بعد ختم نماز کاروبار کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ھے کہ ذوالحلیفہ سے مدینہ منورہ آکر خطبہ و نماز میں شرکت کے بعد واپس ذوالحلیفہ جانے والے صحابہ کرام کے پاس جمعہ کے دن کا کتنا حصہ بچ رھتا ھوگا جس میں وہ کھیتی باڑی کا کام کرتے ھوں گے ۔ حکماً نہیں لیکن عملاً جمعہ کا دن کیا ھفتہ وار تعطیل کا دن نہیں بن گیا تھا ؟

نتائج

مندرجہ بالا معلومات سے ھم حسب ذیل نتایج تک پہنچتے ھیں:-

(۱) اتوار کے دن کی اھمیت آفتاب پرستی سے وابستہ ھے ۔ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے اس دن کی کوئی اھمیت نہیں ۔

(۲) یہودیوں کو جمعہ کے دن کا حکم دیا گیا تھا ۔ جب انھوں نے اس سے اختلاف کیا تو سبت کا حکم انھیں بطور سزا دیا گیا ۔

(۳) یہودیوں کے سوا کسی مذھب میں کسی دن کو سارا دن محض بیکاری میں گزارنے کا حکم نہیں ھے ۔

(۴) مسلمانوں کے لئے جمعہ کے دن کو مقدس دن قرار دیا گیا ہے، اس میں اذان جمعہ کے بعد ختم نماز تک کاربار کرنا ناجایز ھے ۔

(۵) مسلمانوں کو اتوار کا دن اختیار کرنے سے امام صادق علیہ السلام نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ اسلامی ممالک میں اتوار کا دن کبھی اختیار نہیں کیا گیا۔

(٦) مسلمان ابتداء ہی سے جمعہ کے دن کا بڑا حصہ نماز اور اس کی تیاریوں میں گزارا کرتے تھے۔

(۷) مسلمان ملکوں میں ھفتہ وار تعطیل جمعہ کے دن ہوتی تھی اور آج تک باستثنائے ایک یا دو ملک جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے۔

اب اس کے بعد صرف ایک سوال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ تاریخ اسلام میں جمعہ کے دن تعطیل عام ہونے کا کوئی ذکر ملتا ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ تاریخ میں اس کا ذکر کیوں آتا۔ یہ کون سی غیر معمولی بات تھی، کبھی کسی خلیفہ نے یا کسی بادشاہ نے اس کا حکم دیا ہوتا تو اس کا ذکر آتا۔ عملاً یہ طریقہ ابتداءھی سے رائج ہوگیا تھا، اور رائج تھا۔ عراق، شام، مصر، ایران اور افغانستان وغیرہ میں آج تک تعطیل جمعہ کی ہوتی ہے۔ یہ ممالک عہد صحابہ میں مسلمانوں نے فتح کئے تھے، اسی وقت سے یہ طریقہ وہاں رائج ہے۔ کسی تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان ممالک میں فلاں بادشاہ یا خلیفہ کے حکم سے اور فلاں تاریخ سے یہ طریقہ رائج ہوا۔ اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ سوچئے، تاریخوں میں عیدین کی تعطیل کے لئے بھی کوئی حکم نہیں ملتا ہے تو کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح ہوسکتا ہے کہ مدینہ منورہ، کوفہ، دمشق بغداد، قاہرہ اور قرطبہ میں عیدین کی تعطیلات نہیں ہوا کرتی تھیں۔

بات یہ ہے کہ چھٹیوں کا ہونا تاریخ کا ایسا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے کہ اس کا صریح ذکر تاریخ کی کتابوں میں ملے۔ البتہ کہیں کہیں سیاحوں کے بیانات سے جمعہ اور دیگر تعطیلات میں قاضیوں، حاکموں اور بادشاہوں

کی مصروفیتوں کا پتہ چلتا ہے اور واضح طور پر ظاہر ہوجاتا ہے کہ اس دن قاضیوں کی عدالت بند ہوتی تھی ورنہ وہ اپنا سارا دن دیگر مصروفیتوں میں کیسے بسر کرتے تھے۔ مثلاً سفرنامہ ابن بطوطہ میں جمعہ کے دن کے دربار اور قاضیوں کی دربار میں حاضری کا ذکر موجود ہے، ظاہر ہے کہ قاضی جمعہ کے دن اپنی عدالت میں مصروف کار نہ تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر برنیر فرانسیسی سیاح جس نے ۱۶۵۶ء سے ۱۶۶۸ء تک مصر و شام اور ہندوستان کا سفر کیا ہے، اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کا دن بالکل اسی طرح ہے جیسے کیتھولک عیسائیوں میں اتوار کا دن (۱۴)۔

ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کی ہفتہ وار تعطیل کا طریقہ ابتداء ھی سے رائج تھا، البتہ یہ صحیح ہے کہ جمعہ کے دن دوکانوں کے بند رکھنے کا کوئی سرکاری حکم کبھی جاری نہیں ہوا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمان فرماں رواؤں نے ایسا حکم جاری کرنا بے جا دست اندازی اور حکم خداوندی کے خلاف سمجھا۔ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اذان جمعہ سے پہلے اور نماز جمعہ کے بعد اپنا کاربار کرے یا نہ کرے۔

تعطیل اور چھٹی کے بھی کچھ حدود ہیں۔ اگر ہفتہ وار تعطیل کا حکم مکمل بیکاری چاھتا ہے ، تو اس کی تعمیل یہود بھی کبھی نہ کرسکے۔ ماضی کو چھوڑئیے آج جب کہ فلسطین میں یہودیوں کی آزاد حکومت قایم ہے اور وھاں سنیچر کے دن تعطیل بھی ہوتی ہے کیا محکمۂ پولیس، ضروریات کی دوکانیں فوجداری دفاتر، ریڈیو، ٹیلیویژن اور دیگر اہم محکموں میں سنیچر کے دن کام بند ہوا کرتا ہے ؟ نہیں۔

یہ تصور بھی صحیح نہیں ہے کہ بہت سے ممالک اتوار کی تعطیل کرتے ہیں۔ پاکستان سب سے الگ جمعہ کی تعطیل کیسے کرسکتا ہے۔

پاکستان میں اگر جمعہ کی تعطیل ہونے لگی تو یہ دنیا کا چالیسواں ملک ہوگا جس میں جمعہ کی تعطیل ہوگی۔ اور یہودیوں کی حکومت تو دنیا میں صرف ایک ہی حکومت ہے جہاں سنیچر کے دن تعطیل ہوتی ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ سنیچر کے دن تعطیل ہوتی ہے۔ اور نہ اس سے ان کا کوئی کام رک جاتا ہے اور نہ پریشانی ہوتی ہے۔

حواشی

(۱) قرآن مجید سورة النحل، آیت ۱۲۴ ۔

(۲) ایضاً سورة الجمعہ، آیت ۹ ۔

(۳) ایضاً سورة البقرة، آیت ۵۱ - ۵۲ ۔

(۴) بائبل، عہد نامہ عتیق، خروج و تواریخ، باب ۳۲ ۔

(۵) ایضاً عہد نا مہ جدید، متی کی انجیل، باب ۱۵، درس ۲۴ ۔

(۶) ایضاً عہد نامہ جدید، متی کی انجیل، باب ۵، درس ۱۸ - ۱۸ - ۱۹ ۔

(۷) انسائکلوپیڈیا آف ریلیجیز اینڈ اتیھکس، مادہ سن‌ڈے ۔

(۸) انسائکلوپیڈیا آف ریلیجیز اینڈ اتیھکس، مادہ سبت ۔

ایضاً مادہ مترا ازم ۔

(۹) انسائکلوپیڈیا آف برٹانیکا مادہ سن‌ڈے ۔

(۱۰) دائرة المعارف پطرس بستانی، مادہ السبت و الاسبوع ۔

(۱۱) السنن الکبریٰ للبیہیقی، ج ۳، ص ۱۷۰ و ما بعد ۔

(۱۲) من لا یحضرہ الفقیہ للشیخ الصدوق، طبع ایران، ص ۱۱۴ ۔

(۱۳) سفر نامہ ابن بطوطہ ۔

(۱۴) سفر نامہ ڈاکٹر برینر، ص ۵۸٦ ۔